Al-SHARQ
Vol: 04, Isue:01, Jan-June 2023, pp:12-21

OPEN ACCESS
Al-SHARQ
ISSN (Online): 2710-2475
ISSN (Print): 2710-3692
www.alsharqjr.com

اخونزادہ مولانا حبیب الحق دیرویؒ کی تفسیر نکات القرآن فی تفسیر القرآن کی سورۃ الفاتحہ کا اسلوب تفسیر جواہر القرآن کی روشنی میں ایک تجزیاتی مطالعہ

An analytical study of Surah Al-Fatiha in the light of the interpretation of the Quran, focusing on the methodology of interpretation used by Prince Maulana Habibullah Derawi in his commentary Nukat al-Quran

Dr.Atta ullah
Assistant professor, department of Islamic and religious studies ,The University of Haripur, KP, Pakistan
Email :attaullahumarzai@gmail.com

Khizar Hayat
Associate Professor of Islamic studies, GPGC Haripur .
Email: Khjadoon79@gmail.com

Muhammad Umair Khan
M.phil scholar, department of Islamic and religious studies ,The university of Haripur,KP,Pakistan
Email :Umair9474@gmail.com

Submission: 15-04-2023	Accepted: 15-05-2023	Published:25-06-2023

Abstract

The Holy Quran is a divine book, and being non-Arab, it is difficult for a person to understand it. Therefore, the Islamic religious scholars have written its commentaries / explanatory books. Among these, one writer / scholar is Akhunzada Maulana Habib-Ul-Haq Dirvi, who has explained the Holy Quran in points. He has divided the Surah Fatiha into three main topics i.e. the Godship, the Creation and the Reward for the bad and good deeds. He has further divided these topics into four subjects

CC BY

i.e. Tawheed (Monotheism) with proofs, Prophethood, tidings (good news) for the Believers and punishment for the disobedient people. This is of course, the summary of the Holy Quran. He has also demarcated the limits of these subjects/ topics in the said Surah. He has also explained that the seven verses (Ayaat) of the Surah fatiha are the summaries of the seven Manazil of the Holy Quran. He has also explained that how to beg from Allah, we have to beg/request Allah with humbleness after praising Him.

***Key Words**: Fatiha, interpretation, Quran, Nukat al Quran*

تعارف {Introductions}:

اخونزادہ مولانا حبیب الحق دیرویؒ 22 ستمبر 1943 کو ضلع دیر بالا کے ایک گاوں نورخیل پائن میں عبدالقیوم مرحوم کے ہاں پیدا ہوئے۔آپ کا تعلق ایک دینی گرانے سے تھا اسی وجہ سے ابتدائی تعلیم والدین سے حاصل کی۔اعلیٰ تعلیم کے لئے آپ نے مختلف علماء کرام سے استفادہ کیا۔

علوم حدیث کو حاصل کرنے کے لئے آپ نے جامعہ دارالعلوم اسلامیہ چارسدہ میں شیخ الحدیث حضرت مولانا عبدالروفؒ کے پاس داخلہ لیااور 1970 میں جامعہ دارالعلوم اسلامیہ چارسدہ سے فراعنت ہوئی۔فراعنت کے بعدآپ نے درس وتدریس کا سلسلہ جامعہ دینیہ سرڈھیری سے شروع کیااور درس وتدریس کا یہ سلسلہ مختلف مقامات پے زندگی کے آخری ایام تک جاری رکھااور آخرکار 22 جنوری 2021.بروز جمعہ بعداز نماز مغرب اپنے خالق حقیقی سے جاملے۔

بنیادی سولات تحقیق {Basic Research Question}:

1۔اخونزادہ مولاناحبیب الحق دیرویؒ کے تفسیر نکات القرآن فی تفسیرالقرآن میں سورۃالفاتحہ کی امتیازی خصوصیات کیا ہے؟

2۔اخونزادہ مولاناحبیب الحق دیرویؒ کے تفسیر نکات القرآن فی تفسیرالقرآن میں سورۃالفاتحہ کا منہج کیا ہے؟

منہج {Methods}

علوم اسلامیہ میں رائج مناہج کی بالعموم پابندی کی گئی ہےاور بالخصوص تجزیاتی منہج کواختیار کیا گیا ہے۔قرآن کریم کے سورۃالفاتحہ کے متعلق مختلف تفاسیر اور احادیث کے کتب سے استفادہ کیا گیا ہے۔

سابقہ تحقیقی کام کا جائزہ {Literature review}:

اس موضوع سے متعلق درجہ ذیل تحقیقی کام ہوا ہے:

1۔ حافظ فلک شیر فیضی، تفسیری اختلاف میں تطبیق،سورۃالفاتحہ اور سورۃالبقرہ کی روشنی میں،جلد6،شمارہ 22،اپریل،جون2021۔

2۔حافظ محمد صدیق،علامہ وہبہ الزحیلی کااسلوب تفسیر "التفسیرالمنیر" کی روشنی میں ایک تجزیاتی مطالعہ،جون 2021۔

3۔ محمد اکرام حوریری،آیات سورۃیوسف: امام شامیؒ کی تفسیری مباحث کا تجزیاتی مطالعہ، شمارہ الحاج،جون 2020۔

سورۃالفاتحہ کے اہم نکات:

تفسیر کے نام سے یہ بات بخوبی واضح ہے کہ اس تفسیر میں قرآن کریم کا نکاتی طرز تفسیر اختیار کیا گیا ہے اسی طرح سورۃالفاتحہ کو بنیادی طور پر تین نکات میں تقسیم کیا گیا ہے اور پوری سورت کا تفسیر ان تین نکات کو ملحوظ خاطر رکھ کر کیا گیا ہے۔

قرآن کی تعریف:

سورہ فاتحہ قرآن کریم کی ایک سورت ہونے کے ناطے قرآن کا ایک اہم جزء ہے اس وجہ سے ہم پہلے پورے قرآن کی تعریف کرتے ہیں۔قرآن کریم کی تعریف جمہور مفسرین نے اس طرح بیان کی ہے۔"کہ قرآن کریم وہ کتاب ہے جو محمد ﷺ پر بواسطہ جبرائیل علیہ السلام نازل ہوئی ہے، مصاحف میں لکھی ہوئی ہے۔اور آپ ﷺ سے بغیر کسی شبہ کے تواتر سے منقول ہے۔"[1] اور خود قرآن کریم میں ہے "**كِتَابٌ أَنْزَلْنَاهُ إِلَيْكَ مُبَارَكٌ لِيَدَّبَّرُوا آيَاتِهِ وَلِيَتَذَكَّرَ أُولُو الْأَلْبَابِ**"۔[2]

جس کی طرف سے یہ قرآن کریم نازل ہوا ہے وہ ذات اقدس عظیم ہے کیونکہ وہ ذات باری تعالیٰ ہے۔اور جس کے طرف یہ نازل ہوا ہے وہ شخصیت بھی عظیم ہے اور وہ شخصیت رسول اللہ ﷺ ہے۔ اور اس عظمت کا مضاف الیہ کئی ہیں۔اس قرآن کریم کا پڑھنے والا عظیم ہے،اس کا سننے والا عظیم ہے۔جیسا کہ حدیث مبارک میں ہے"**فَضْلُ السَّامِعِ كَفَضْلِ القَارِئِ**"[3]۔ ایک اور حدیث میں ہے "**قال النبیﷺ اقرأ علي القرآن** "۔[4]

قرآن کریم کی اس تعریف میں چند قیودات ہیں۔"**الکتاب**" جنس ہے اس وجہ سے ہر قسم کی کتابیں مراد لی جاسکتی ہیں۔[5] "**أَنْزَلْنَاهُ** "یہ فصل اول ہے۔اس کی وجہ سے اس تعریف سے وہ کتابیں خارج ہوگئیں جو کہ انسانوں نے لکھیٔ ہیں۔"**والیک**" یہ فصل ثانی ہے۔کیونکہ اس سے وہ کتابیں نکل گئیں جو کہ آسمانی تو ہیں لیکن رسول اللہ ﷺ پر نازل نہیں ہوئیں جیسا کہ تورات، زبور، انجیل وغیرہ ہے۔[6]

قرآن کریم کا موضوع:

قرآن کریم کی موضوع کے بارے میں تو علماء کا خیال ہے کہ اس کا موضوع انسان ہے۔لیکن اگر یہ کہا جائے کہ اس کا موضوع توحید ہے تو اچھا ہوگا۔کیونکہ دائرہ اسلام میں دخول کے لئے جو بنیادی شرط ہے اس سے اس کا ثبوت ملتا ہے اور وہ ہے"**لأاله الأالله محمد رسول الله** "کیونکہ اس میں توحید کا درس دیا گیا ہے اور وہ وحدانیت ہے۔[7]

قرآن کریم کی غرض وغایت:

قرآن کریم کی بنیادی غرض وغایت دونوں جہانوں کی کامیابی ہے ،اور یہ کامیابی اس وقت ممکن ہے۔جب انسان دائرہ اسلام میں داخل ہو جائے۔دائرہ اسلام کے دخول میں بنیادی شرط وحدانیت ہے تو اس سے قرآن کریم کا مضمون اول ثابت ہو گیا۔[8]

سورۃالفاتحہ کی وجہ تسمیہ:

فاتحہ باب" فتح ،یفتح "سے ہے جس کا معنی ہے ابتداء کرنا، شروع کرنا، کھولنا اور کشائش کی ہے۔[9] لیکن یہاں پر یہ ابتداء کے معنی میں استعمال ہوا ہے۔کیونکہ قرآن کریم کا آغاز اور ابتداء اسی سے ہوا ہے اس وجہ سے اس کو سورۃ فاتحہ کہا جاتا ہے۔

مختلف نام اور وجہ تسمیہ:

سورۃالفاتحہ کے علاوہ بھی اس سورت کے بہت سارے اسماء ہیں۔ جن کی تفصیل ذیل میں بیان کی جاتی ہے۔

سورۃ فاتحہ کا دوسرا نام الحمد ہے اور اس کی وجہ تسمیہ یہ ہے کہ اس سورت کا آغاز الحمد سے ہوتا ہے۔

تیسرا نام اس کا اصل القرآن یا اصل الکتاب ہے اس نام رکھنے کی دلیل یہ ہے کہ یہ ہر چیز کی اصل اور جڑ ہے اسی طرح سورۃ فاتحہ بھی باقی قرآن لئے اصل اور جڑ ہے کیونکہ قرآن کریم میں جتنے بھی مضامین موجود ہیں ان سب کا خاکہ اور اجمال اسی سورہ فاتحہ میں موجود ہیں۔

چوتھا نام اس کا سبع المثانی ہے اور اس نام کی وجہ تسمیہ یہ ہے کہ یہ سورۃ دو دفعہ نازل ہوئی ہے ایک بار مکہ مکرمہ میں اور دوسری دفعہ مدینہ منورہ میں نازل ہوئی ہے۔[10] یا یہ کہ جہری نماز میں امام صاحب دو مرتبہ اسکی تلاوت کرتے ہیں۔

پانچواں نام ہے اس کا وافیہ جس کا معنی پورا ہونا ہے اور یہ نام اس لئے بھی کہ یہ نماز میں پوری کی پوری پڑھی جاتی ہے۔[11]

چھٹا نام کافیہ ہے اور اس نام کی وجہ تسمیہ یہ ہے کہ قرآن کریم کی تمام کے تمام مضامین کے لیے یہ کافی ہے۔

ساتواں نام ہے سورۃ الشفاء ہے اس لئے کہ حدیث مبارکہ میں ہے کہ موت کے علاوہ ہر مرض کے لئے اس میں شفاء ہے۔[12]

ایک شبہ کا ازالہ:

قرآن کریم کے موجودہ نسخہ یعنی مصحف عثمانی میں ابتداء سورۃ فاتحہ سے ہوئی ہے۔اس وجہ سے اس پر ایک اعتراض کیا جا سکتا ہے۔کہ نزول قرآن کا آغاز تو نبی اکرم ﷺ پر "اقْرَأْ بِاسْمِ رَبِّكَ الَّذِي خَلَقَ" سے ہوا ہے اور اختتام۔[13] "وَاتَّقُوا يَوْمًا تُرْجَعُونَ فِيهِ" پر ہوا ہے۔[14]

تو اس کا جواب یہ ہے کہ سورۃ فاتحہ باقی قرآن کریم کے لئے اجمال ہے اور قاعدہ یہ ہے کہ اجمال تفصیل پر مقدم ہوتا ہے۔[15] کیونکہ قرآن کریم میں چار بنیادی مضامین ذکر کی گئی ہیں۔اول خالقیت، دوم ربوبیت، سوم برکت اور چہارم قیامت۔اور یہ تمام کے تمام سورۃ فاتحہ میں موجود ہیں اس وجہ سے اس کو مقدم کیا گیا ہے۔

سورۃ الفاتحہ کے اہم نکات:

یہ بات تو واضح ہے کہ سورت فاتحہ تمام قرآن کا خلاصہ ہے اور مفسرین نے اس کو مختلف انداز میں بیان کیا ہے لیکن مقصود سب کا ایک ہی ہے ان مفسرین میں سے اخوندادہ مولانا حبیب الحقؒ دیروی بھی ہے انھوں نے ان نکات کو اپنے انداز میں بیان کیا ہے۔ جن کو ذیل میں بیان کیا جاتا ہے۔

تمام قرآن کریم کا خلاصہ ان تین عنوانات توحید، رسالت اور مجازات پر منحصر ہے۔اگر یہ تین عنوانات انسان کے فہم میں آجائیں اور بندہ اللہ تعالیٰ پر کامل ایمان رکھتا ہو تو اس بندے کے لئے سارے دین کا فہم آسان ہو جائے گا اور اگر بندے کا تعلق اللہ اور رسول ﷺ کے بتائے ہوئے دین کے مطابق ہو جائے تو مجازات کا علم اس کے دل میں راسخ ہو جائے گا ان تینوں کی وجہ سے باقی تمام احکامات عملی صورت میں انسان کی زندگی میں آجائیں گی۔ درج بالا ساری بحث کو مد نظر رکھ کر سورہ فاتحہ کا خلاصہ یہ ہوا کہ اس سورۃ میں تین عنوانات مذکور ہیں اور یہ تین عنوانات اس انداز سے بیان ہوئے ہیں۔[16]

"الْحَمْدُ لِلَّهِ" سے لیکر کر "الرحمٰن" تک اس میں توحید کا عنوان موجود ہے۔[17]

" مَالِكِ يَوْمِ الدِّينِ " سے لیکر " اهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيمَ "تک مجازات ہے اور رسالت کا عنوان موجود ہے۔[18]

اور " غَيْرِ الْمَغْضُوبِ عَلَيْهِمْ " سے آخر تک مردودین کا تذکرہ موجود ہے۔[19]

اسی طرح قرآن کریم میں کل چار مضامین ذکر کی گئے ہیں ۔اول توحید مع دلائل،دوم رسالت، سوم متبعین کے لئے خوشخبری اور چہارم نافرمانی کرنے والوں کے لئے خوف اور مدنی سورتوں میں جہاد کا ذکر کیا گیا ہے اور وہ پانچویں نمبر پر ہے۔[20]

ان چار مضامین کا خلاصہ مفسر مذکور نے اس طرح بیان کیا ہے کہ چونکہ مضامین کے اعتبار سے قرآن مجید کے چار حصے ہیں اور ہر حصہ الحمد للہ سے شروع ہوتا ہے۔

پہلا حصہ : سوۃالفاتحہ سے سورۃالمائدہ کے آخر تک ہے اس حصہ میں خالقیت کا بیان موجود ہے۔

دوسرا حصہ : سورہ انعام سے لیکر سورہ بنی اسرائیل کے آخر تک ہے اس حصہ میں ربوبیت کا بیان موجود ہے یعنی ہر چیز کا پیدا کرنے والا اور ابتداء سے انتہاء تک پہنچانے والا، متصرف صرف اللہ تعالیٰ ہی ہے۔

تیسرا حصہ : سورہ الکہف سے لیکر سورہ احزاب کے آخر تک ہے۔اس حصہ میں یہ بیان کیا گیا ہے کہ دنیاوآخرت دونوں میں بادشاہت اور مختار کل صرف وہ ذات اقدس ہے۔

چوتھا حصہ : سورہ سباء سے آخر قرآن مجید تک ہے اس حصہ یہ بیان کیا گیا ہے کہ قیامت کے دن کی ملکیت اور بادشاہت صرف اسی کا خاصہ ہے۔

تفسیر : اخونذازہ عبد الحق دیروی مزید فرماتے ہیں کہ

الْحَمْدُ لِلَّهِ میں خالقیت کو اشارہ ہے۔[21]

رَبِّ الْعَالَمِينَ میں ربوبیت کی طرف اشارہ ہے۔[22]

الرَّحْمَنِ میں دنیاوی رحمت کی طرف اشارہ ہے۔

"الرَّحِيمِ" میں اخروی برکت کی طرف اشارہ ہے۔ اور یہی وجہ ہے "الرَّحْمَنِ" کے مقدم ہونے کا "الرَّحِيمِ" پر جس طرح دنیاوی زندگی مقدم ہے اخروی زندگی پر۔[23]

"مَالِكِ يَوْمِ الدِّينِ" میں اشارہ ہے قیامت کو۔[24]

"الْحَمْدُ لِلَّه" میں الف لام یا جنسی ہے یا استغراقی۔

اس طرح اجمال مقدم ہوگیا کیونکہ سورۃالفاتحہ سات آیتوں پر مشتمل ہے اور قرآن کریم سات منزلوں پر مشتمل ہے اور یہ سات منزل تفصیل ہے سات آیتوں کے لئے۔ تو اس طرح اجمال تفصیل پر مقدم ہو گیا ہے۔اس طرح آیت مبارکہ "وَلَقَدْ آتَيْنَاكَ سَبْعًا مِنَ الْمَثَانِي وَالْقُرْآنَ الْعَظِيمَ " میں قرآن کریم کا عطف ہوا ہے سورۃالفاتحہ پر۔[25]

دوسرا یہ کہ ان میں سے ہر ایک حصہ مصدر ہے "اَلْحَمْدُ لِلّٰہ" کے ساتھ سورۃالفاتحہ سے سورۃ الانعام تک ایک حصہ ہے۔سورۃ الانعام سے سورۃالکہف تک دوسرا حصہ ہے۔ سورۃالکہف سے سورۃالسباء تک تیسرا حصہ ہے۔اور سورۃالسباء سے آخر

تک چوتھا حصہ ہے۔

پہلے حصے میں خالقیت، دوسرے میں ربوبیت، تیسرے میں برکت اور چوتھے میں قیامت کی بحث موجود ہے۔[26]

اور یہ چاروں اقسام سورۃالفاتحہ میں اجمالا موجود ہیں۔اور سورۃالفاتحہ بمعہ ان چاروں مضامین کے "بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمَنِ الرَّحِیمِ" میں موجود ہیں جیسا کہ لفظ "اللّٰہ "سے وصف مشہور خالقیت مراد ہے۔ اور خالقیت ربوبیت کو مستلزم ہے اس طرح "الرَّحْمَنِ"وصف برکت اور"الرَّحِیمِ" میں وصف قیامت پایا جاتا ہے۔جیسا کہ صوفیاء کرام کہتے ہیں"یا رحمن الدنیا ویا رحیم الآخرہ "[27] توخلاصہ یہ ہوا کہ وہ مضامین اربعہ جو کہ سورۃالفاتحہ میں ہیں۔وہ تمام کہ تمام" بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمَنِ الرَّحِیمِ" میں ہیں اور یہ تمام کہ تمام مضامین"بِسْمِ اللّٰہِ "کے لفظ"ب"میں موجود ہیں۔[28]

ان تمام اوصاف پر استقامت صرف اللہ تعالیٰ کی استعانت کے سبب ہی ممکن ہے اور لفظ"ب"استعانت کے لئے ہے۔[29] تو اس سے معلوم ہوا کہ قرآن کریم کا اصل اور مقصد "باء"استعانت میں موجود ہے۔اور نحو کے اعتبار سے لفظ"ب"حروف جارہ میں سے ہے۔"اور حروف جارہ وہ حروف ہے جس کا معنیٰ متعلق کے بغیر واضح نہیں ہوتا۔"پس معلوم ہوا کہ لفظ "ب" متعلق محذوف ہے اور وہ "استعینوا"ہے۔محذوف عبارت کو آخر میں نکالا گیا ہے تاکہ حصر کا فائدہ دے سکیں۔عبارت اس طرح ہوگا" بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمَنِ الرَّحِیمِ استعینوا"۔خلاصہ یہ ہوا کہ صرف اس ذات اقدس سے استعانت مانگو اور اسی ذات احد کو غائبانہ حاجات میں آواز دیا کرو۔اور مشرکین نے جو اللہ تعالیٰ کے ساتھ شریک بنا رکھے ہیں ان کو نہ پکارو۔[30]

تعلیم المسئلہ:

سورہ فاتحہ کا ایک نام تعلیم المسئلہ بھی ہے جس کا معنیٰ ہے 'سوال کرنا'۔یعنی اللہ تعالیٰ اس سورت میں ہمیں سوال کرنے کا طریقہ بتاتے ہیں کہ سب سے پہلے اللہ تعالیٰ کی ربوبیت،خالقیت اور مالکیت کو تسلیم کریں اسکی رحیمیت ،رحمانیت اور قیامت کے دن کا مالک اور متصرف ہونے کا اعلان کریں ۔عاجزی اور وفاداری کے ساتھ اسکی شفقت اور مہربانی کا اقرار کریں اس کے بعد اپنے بندگی،عاجزی اور لاچاری کا اعتراف کرکے سیدھی راہ پر قائم رہنے کی توفیق مانگیں۔[31]

دوسری بات یہ ہے کہ "لباب القرآن"الحوامیم السبع۔[32] ولباب الحوامیم إِيَّاكَ نَعْبُدُ وَإِيَّاكَ نَسْتَعِينُ" ہے۔تو اس طرح سورۃالفاتحہ" لباب الباب "ہوگیا۔اور جب یہ مضامین اربعہ مع لباب ختم ہوجائے تو پھر دعاء شروع کرو، کہو "اهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيمَ "کہ ہمیشہ کے لیے ہم کو توحید کے راہ پر قائم رکھیں۔[33] اگر کہا جائے کہ اس توحید کی راہ پر ہم تنہاء ہونگے۔تو اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا۔"أَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ"یعنی "منعم علیھم" تمہارے ساتھ ہونگے۔[34]

تو اعتراض ہوسکتا ہے کہ اس راستے پر راہزن بھی ہوگا اور اس توحید کے راہزن سے "مَغْضُوبِ عَلَيْهِمْ"یعنی یہود ونصاریٰ اور ضالین مراد ہیں۔[35] اور اس کی دلیل ایک حدیث ہے کہ نبی اکرم ﷺ کا ارشاد مبارک ہے۔"خالفوالیھود والنصاریٰ"۔[36] تو اس میں اللہ تعالیٰ نے امن کا طریقہ بتادیا۔اور صوفیاء کرام کے نزدیک "مَغْضُوبِ عَلَيْهِمْ" سے نفس انسانی مراد ہے۔[37] اس پر دلیل قرآن کریم کہ یہ آیات مبارکہ ہیں جس میں قابیل کے بارے میں اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے "فَطَوَّعَتْ لَهُ نَفْسُهُ "[38] اور اسی طرح إِنَّ النَّفْسَ لَأَمَّارَةٌ بِالسُّوءِ۔[39] اور ،قُوا أَنْفُسَكُمْ وَأَهْلِيكُمْ نَارًا"۔[40]

اور ضالین سے مراد شیاطین ہیں۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد مبارک ہے "إِنَّ الشَّيْطَانَ لَكُمْ عَدُوٌّ فَاتَّخِذُوهُ عَدُوًّا"۔ [41]

تو اس سے ثابت ہوا کہ " الْحَمْدُ لِلَّه" مدعی اور مابعد اس کے دلائل یعنی "رَبِّ الْعَالَمِينَ "دلیل اول "الرَّحْمَنِ" دلیل ثانی "الرَّحِيمِ "دلیل ثالث "مَالِكِ يَوْمِ الدِّينِ" دلیل رابع ہیں۔ [42]

عبادت کا لغوی معنی:

"نَعْبُدُ" ای العبادة فی اللغة غایتة التعظیم والتذلیل۔ [43]

ترجمہ: ''عبادت لغت میں کہتے ہے انتہائی درجے کی عظمت یا ذلت کو''

عبادت کا اصطلاحی معنی:

وفی الشریعتة التعظیم الخالق والرب جسما ومالا مع الصحة فی العقیدة و اتباع النبی علیه السلام وسلامته فی العقل"۔

ترجمہ: اصطلاح میں عبادت کہتے ہیں صحت عقیدہ اور سلامت عقل کے ساتھ نبی اکرم ﷺ کے تابعداری کرتے ہوئے جسم ومال کے ساتھ اپنے رب کی بڑائی اور عظمت بیان کرنا۔

اس تعریف میں صحت عقیدہ سے مراد 'عقیدہ ختم نبوت' ہے تو اس تعریف کے وجہ سے فتنہ قادیانیت خارج ہو گیا۔ کیونکہ وہ ختم نبوت کے قائل نہیں ہیں۔

"اهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيمَ" میں دلیل رسالت۔ [44]

"أَنْعَمْتَ" میں دلیل بشارۃ۔ [45]

"غَيْرِ الْمَغْضُوبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّالِّينَ" میں دلیل تخویف موجود ہے۔ [46] تو اس سے یہ بات ثابت ہوا کہ ایمان خوف اور رجاء کے درمیان ہے، لھذا بندہ کو چاہیے کہ وہ عبادت خوف اور رجاء کو مد نظر رکھ کریں اور آخر میں قبولیت دعاء یہ الفاظ کہیں آمین۔

نتائج {Conclusion} :

درج بالا تحقیق سے ہمارے پاس درج ذیل نتائج حاصل ہوتے ہیں:

سورت فاتحہ تمام قرآن کا خلاصہ ہے اور مفسرین نے اس کو مختلف انداز میں بیان کیا ہے لیکن مقصود سب کا ایک ہی ہے۔

دوسری بات یہ کہ سورت فاتحہ اجمال ہے باقی قرآن کے لئے اور درج بالا تحقیق کے مطابق اجمال مقدم ہو گیا کیونکہ سورۃ الفاتحہ سات آیتوں پر مشتمل ہے اور قرآن کریم سات منزلوں پر مشتمل ہے اور یہ سات منزل تفصیل ہے سات آیتوں کے لئے۔ تو اس طرح اجمال تفصیل پر مقدم ہو گیا ہے۔ اس طرح آیت مبارکہ "وَلَقَدْ آتَيْنَاكَ سَبْعًا مِنَ الْمَثَانِي وَالْقُرْآنَ الْعَظِيمَ" میں قرآن کریم کا عطف ہوا ہے سورۃ الفاتحہ پر۔ [47]

علاوہ ازیں درج بالا تحقیق میں بہت اچھے انداز میں سورت فاتحہ کی تشریح کی گئی ہے اور آخر میں سب سے اہم نقطہ جو ذکر

ہوا وہ یہ کہ ایاک نعبدوا کی تشریح میں ذکر ہوا کہ اصطلاح میں عبادت کہتے ہیں صحت عقیدہ اور سلامت عقل کے ساتھ نبی اکرم ﷺ کے تابعداری کرتے ہوئے جسم ومال کے ساتھ اپنے رب کی بڑائی اور عظمت بیان کرنا۔

اس تعریف میں صحت عقیدہ سے مراد 'عقیدہ ختم نبوت' ہے تو اس تعریف کے وجہ سے فتنہ قادیانیت خارج ہو گیا۔ کیونکہ وہ ختم نبوت کے قائل نہیں ہیں۔

This work is licensed under a Creative Commons Attribution 4.0 International License.

حوالہ جات (References)

[1] شہاب الدین محمود بن عبد اللہ الحسینی الآلوسی، روح المعانی، ناشر: دار الکتب العلمیۃ –بیروت، الطبعۃ: الأولی، 1415ھ- ، ج3، ص163

[2] سورہ ص، آیت نمبر 29

[3] فَهَذَا لَيْسَ بِحَدِيثٍ عَنْ سَيِّدِنَا رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَعَلَى آلِهِ وَصَحْبِهِ وَسَلَّمَ. اللَّهُمَّ وَفِّقْنَا لِلتِّلَاوَةِ وَالتَّدَبُّرِ وَالسَّمَاعِ وَالعَمَلِ مَعَ الإِخْلَاصِ. اس کے بارے میں ہے کہ یہ اکابرین کا مقولہ ہے۔ البتہ اس جیسا مفہوم دوسرے احادیث سے معلوم ہوتا ہے۔

[4] محمد بن إسماعیل، صحیح البخاری، ناشر: دار طوق النجاۃ، الطبعۃ: الأولی، 1422ھ۔ ج2، ص195

[5] محمود بن عبداللہ، روح المعانی، ج3، ص136

[6] محمد طاہر بن محمد بن محمد طاہر بن عاشور تونسي، تحریر والتنویر، متوفی: 1393ھ، ناشر دار تونسیہ نشر تونس، سنہ نشر 1984ھ، ج277، ص30

[7] اس جگہ پر جو تفسیر کیا گیا ہے ان الفاظ کے ساتھ تو کسی نے نقل نہیں کیا ہے البتہ یہ تفسیر ممدوح کے زمرے میں ہے۔

[8] یہ بھی اسی طرح ہے۔

[9] https://www.rekhtadictionary.com/meaning-of-fath?lang=ur

[10] قاضی ثناء اللہ پانی پتی، تفسیر مظہری، ضیاء پبلیکیشنز، ج1، ص2۔

[11] نصر الدین ابو سعید عبد اللہ بن عمر بن محمد شیرازی تفسیر بیضاوی، متوفی 685ھ، ناشر دار إحیاء تراث عربي بیروت، طبعہ اولی 1418 ھ، ج1، ص25۔

[12] محمد بن عبد اللہ خطیب عمري، ابو عبد اللہ، ولي الدین، تبریزي، مشکوۃ المصابیح، متوفی: 741ھ، ناشر مکتبہ إسلامي بیروت، طبعہ ثالثہ 1985، ج1، ص667۔ محدثین کے نزدیک یہ حدیث ضعیف ہے۔

[13] سورہ العلق، آیت نمبر 1

[14] سورہ البقرہ، آیت نمبر 281

[15] ابراہیم بن عمر بن حسن رباط بن علي بن ابي بکر بقاعي، نظم الدرر في الآيات والسور، متوفی 885ھ، ناشر دار الکتاب الإسلامي قاہرۃ، عدد الأجزاء 22، ج1 ص26

[16] ناصر الدین ابو سعید عبداللہ بن عمر، تفسیر بیضاوی، ناشر: دار إحياء التراث العربي – بيروت، الطبعة: الأولى – 1418ھ، ج1، ص25

[17] ابوالحسن مقاتل بن سلیمان، تفسیر کبیر، ناشر: دار إحياء التراث – بيروت، الطبعة: الأولى – 1423ھ، ج1، ص21

[18] محمود بن عبداللہ، روح المعانی، ج1، ص88

[19] ابوالحسن مقاتل بن سلیمان، تفسیر کبیر، ج1، ص21

[20] ابوالحسن مقاتل بن سلیمان، تفسیر کبیر، ج1، ص157

[21] ناصر الدین ابو سعید عبداللہ بن عمر، تفسیر بیضاوی، ج5، ص62

[22] محمود بن عبداللہ، روح المعانی، ج1 ص83

[23] ناصر الدین ابو سعید عبداللہ بن عمر، تفسیر بیضاوی، ج1، ص27

[24] محمود بن عبداللہ، روح المعانی، 1، ص88

[25] سورہ الحجر، آیت نمبر 87

[26] اس قسم کا تقسیم باقاعدہ طور پر مصادر میں نہیں ہے لیکن بعض علماء نے قرآن کریم کے مضامین کے مطابق اس طرح تقسیم کیا ہے جیسا کہ شیخ عبدالسلام رستمی نے اپنے تفسیر احسن الکلام میں کیا ہے۔

[27] محی السنہ، ابو محمد حسین بن مسعود بغوي، تفسیر بغوی، متوفی 510ھ، ناشر: دار طیبہ، طبعۃ: رابعہ، 1417ھ 1997م، ج1 ص51

[28] محمود بن عبداللہ، روح المعانی، ج1، ص61

[29] قاضی ثناء اللہ پانی پتی، تفسیر مظہری، ج1، ص2

[30] مولانا غلام اللہ خان، جواہر القرآن ج1، ص2

[31] مولانا غلام اللہ خان، جواہر القرآن ج1، ص3

[32] حمد بن علي بن محمد بن عبد اللہ شوکاني يمني، فتح القدیر، متوفی: 1250ھ، ناشر دار ابن کثیر، دار الکلم الطیب دمشق، بیروت، طبعہ أولی 1414ھ، ج6، ص550

[33] ابوالحسن مقاتل بن سلیمان، تفسیر کبیر، ج1، ص157

[34] قاضی ثناء اللہ پانی پتی، تفسیر مظہری، ج1، ص9

[35] ابو الفداء إسماعیل بن عمر بن کثیر قرشي بصري دمشقي، تفسير القرآن العظيم، متوفی ۷۷۴ھ، ناشر: دار طیبہ، طبعۃ ثانیہ

۱۴۲۰ھ،۱۹۹۹م،ج1ص160

[36] مذکورہ حدیث ان الفاظ کے ساتھ مروی نہیں ہے البتہ ابوداود میں ان الفاظ کے ساتھ موجود ہے(قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: «خالفوا اليهود فإنهم لا يصلون في نعالهم، ولا خفافهم)ج1ص189

[37] ابن قیم نے اس آیت کے نیچے لکھا ہے کہ منعم علیھم سے مراد وہ لوگ ہے جو کہ حق کے اتباع کریں۔اور مغضوب علیھم سے وہ لوگ مراد ہے جو کہ نفس اور خواہشات کی تابعداری کریں۔(محمد بن أبي بكر بن أيوب بن سعد شمس الدين ابن قيم جوزيہ، تفسير القرآن الكريم، متوفى: 751ھ،ناشر دار ومكتبہ ہلال بيروت،طبعہ أولى-1410ھ،ص15)

[38] سورۃ مائدۃ۔ آیت نمبر30

[39] سورۃ یوسف، آیت نمبر53

[40] سورۃ تحریم، آیت نمبر6

[41] سورۃ فاطر، آیت نمبر6

[42] ابوالحسن مقاتل بن سلیمان، تفسیر کبیر،ج1،ص156

[43] قاضی ثناءاللہ پانی پتی، تفسیر مظہری ج1،ص9

[44] ابوالحسن مقاتل بن سلیمان، تفسیر کبیر،ج1،ص221

[45] قاضی ثناءاللہ پانی پتی، تفسیر مظہری ج1،ص9

[46] محمود بن عبداللہ،روح المعانی،ج1،ص38

[47] سورہ الحجر، آیت نمبر87